ہے کہ مہابہارتھ یا اسکا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا اور بسوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر چھپایا کہ قدیم سے ہندوون کی اپنے بزرگون کی نسبت عادت ہی درج کیا گیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوون مین مولف تاریخ فرشتہ کیوقت مین بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم مین ہندوون سے یہہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے کہ شہر دھار کہ جو متصل دریاے پہنبل صوبہ مالوہ مین واقعہ ہے اب اسکو شاید دھار انگری کہتے ہین وان کا راجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹھا تھا ایک بارگی اوس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور پہر ملگیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کہل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہوگیا اسملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے ہیں [illegible] مشہور تھا جس بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب مین لکھا ۔ بہرحال جب آریہ دیس کے راجون تک یہ خبر شہرت پاچکی ہے اور آریہ صاحبون کے مہابہارتھ مین درج بہی ہوگئی اور پنڈت دیانند صاحب پر اون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہین اور قانون قدرت کی حقیقت بہی کہل چکی تو اگر اب بہی لالہ مرلیدہر صاحب کو شق القمر مین کچھ تامل باقی ہو تو انکی سمجھ پر ہمین بڑے بڑے افسوس ہین گے ۔)

پہر صفحہ ۸۴ آریہ کے اصول تناسخ پر دل چسپ بحث کی ہے **پہر صفحہ ۹۱** سے ۲۰۰ تک آریہ کے اصول اعتقادات اور وید کی تعلیمات کے صحیح نہونے پر بحث کی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سے حظ اٹھانا چاہتے ہین وہ اصل کتاب بقیمت **عمہ** ۱۲ ؎ جناب مصنف سے جو قادیان ضلع گورداسپور مین مقیم ہین طلب فرماکر ملاحظہ فرماوین ۔

اور حمیت وحمائت اسلام تو یہی ہے ۔ کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس مین بیس نسخہ خرید کر ہندو مسلمانون مین تقسیم کرے۔ اسمین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائیگی۔ اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیون کو جو اسلام کے مقابلہ مین وہ کرتے ہین روک ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سے دوسری تصانیف مرزا صاحب سراج منیر وغیرہ کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی۔ **ہمنے سنا** ہے کہ اسوقت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی زر کے سبب معرض التوا مین ہے اور اسکے مصارف طبع کے لیے آمد قیمت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے یہ بات صحیح ہے تو مسلمانون کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت مین تمام جہان کے اہل مذاہب کے مقابل کے لیے وقف اور فدا کر رہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کام کی مالی معاونت مین یہ حال ہے۔ شائد ان خام خیالون کو یہ خیال ہوگا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد جسکو انہون نے **مخالفین اسلام** کو مقابلہ پر **انعام** دینے کے لیے رکھا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کرلین تو پیچھے کروہ انکو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور بھی افسوس کے لائق ہے۔ اس افسوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور اونہون نے بہت جلد "سرمہ چشم آریہ" کو ہاتھون ہاتھ اٹھا کر مصارف طبع سراج منیر کے لیے روپیہ مہیا نہ کردیا تو ہمکو ان کے حال پر آنسو بہانا پڑے گا۔ **اے خدا تعالی** تو ایسا نہ کر مسلمانون کو دل ہمت سماحت ہمدردی عطا فرما آمین ثم آمین۔

بقیہ مضمون

"بغض وتہاجر"

(جو نمبر تین مین ناتمام رہا ہے)

یہ بات محتاج ثبوت نہین ہے کہ بغض وتہاجر باہمی تراحم کے مخالف ہو جسکا اس آیۃ (نمبر ۴) مین مفصل ارشاد ہے۔

(۵) اور خداے تعالے نے فرمایا ہے "خدا کو پوجو اور اسکا شریک کسی کو نہ بناؤ اور قرابت والون - اور یتیمون - اور مسکینون - اور ہمسائیون سے جو نزدیک [illegible] اور مسافرون اور غلامون سے جنکے تم مالک ہو احسان کرو خدا اون سے خوش نہین جو متکبر ہو اور مفخر کرے"۔

واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا (نساء رکوع ۷)

یہ حکم احسان ایسا عام ہے کہ ماسوا اہل ایمان قرابتیون وہمسائیون وغیرہ کے علاوہ کفار ہمسایہ وقرابتیون وغیرہ کو بھی شامل ہے - اور یہ بات بھی ظاہر ہے و محتاج بیان نہین ہے کہ تہاجر اس احسان کے مخالف ہو کیونکہ خوش خلقی سے کلام کرنا و خندہ پیشانی سے ملنا احسان کا ادنی درجہ ہے -

اس قسم کی بیسون عمومات قرآن ہین جن سے عموماً اہل ایمان کے ساتھ (جن مین گنہگار مومن بھی داخل ہین) یہ احسان کا حکم ہے جو بغض وتہاجر کے صریح مخالف ہے اور اس مضمون کی **احادیث** نبوی وآثار سلفی بہت ہی کثرت سے وارد ہین ازانجملہ چند احادیث وآثار کی نقل پر اقتصار کیا جاتا ہے -

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالے اوسپر رحم نہ کرے گا جو لوگون پر رحم نہین کرتا۔

عَنْ جریر قال رسول اللہ صلعم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔ (بخاری صفحہ ۸۸۹ مشکوۃ صفحہ ۴۱۳ مسلم)

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالے رحم والون پر رحم کرتا ہے تم زمین والون پر رحم کرو تمپر وہ رحم کرے گا جو آسمان مین ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم الرّٰحمون یرحمهم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ (ابو داؤد صفحہ ۳۱۹ ترمذی صفحہ ۱۵ جلد ۲)

اس مضمون کی احادیث اور بہت ہین جنمین عموماً خلق خدا پر رحم کا حکم ہے کسی مسلمان سے اسکی خصوصیت نہین ہے اگر جس رحم کا ان احادیث مین ذکر ہے اس رحم کے متعلق زیادہ تر وہی لوگ ہین جو گناہون کی بلاؤن مین مبتلا ہین اور یہ ظاہر ہے کہ بغض و تہاجر اس رحم کے مخالف ہی رحم کا مقتضا یہی ہے کہ انکو پیار سے ملین اور ملاطفت سے انکو گناہون سے نکالین۔ نہ یہ انکو مطرود اور مردود بنادین۔ پس جو کسی مبتلا گناہ (خصوصاً مسلمان گنہگار) سے بغض اختیار کرکے بے پرواہ ہوا اسپر ترس کہا کہ اسکی ہدایت کا طالب ہوا اسنے ان احادیث کا صریح خلاف کیا۔ اس بیان کا پورا موید شیخ کا قول (نمبر ۲) پر منقول ہوگا

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو مومنون کو باہم رحم و محبت کرنے اور ایک کو دوسرے کیطرف بدل مائل ہونے مین ایسا پائیگا جیسے ایک جسم ہے جس کا ایک عضو دکھے تو تمام جسم اسکی ہمدردی مین بے خوابی و بخار مین شریک ہوتا ہے۔

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی عضواً تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمّٰی۔ (بخاری صفحہ ۸۸۹ مسلم صفحہ ۳۲۱ جلد ۲)

پہلی دو حدیثین عموماً خلق خدا پر رحم کو واجب کرتے ہین اور یہ حدیث خاص کر مومنون

(جنمین اہل معاصی بہی شامل ہین اور وہ زیادہ تر ترحم کا محل ہین) کو باہم رحم و پیار کرنا واجب کرتی ہین اور باہم بغض و تہاجر سے مانع ہین۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شب سے اوپر (مسلمان) بہائی سے ترک کلامی حلال نہین ہے۔ ایک دوسرے کو ملتا ہے تو ایک ادہر مونہہ پہیرتا ہے دوسرا ادہر اور ان دونون سے اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے

> عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلعم لا یحل لاحد ان یھجر اخاہ فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی یبدأ بالسلام (بخاری ص ۸۹۶ مسلم ص ۳۱۶ جلد ۲)

ایک روایت مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے تین دن سے اوپر ترک کلامی کی اور وہ [illegible] آگ مین داخل ہوگا۔

> عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم من ھجر فوق ثلث فمات دخل النار (احمد و ابو داود [illegible])

اور ایک روایت مین فرمایا ایک برس تک بہائی سے ترک کلامی کرنا ایسا ہے۔ جیسے اس کی خون ریزی کرنا۔

> عن ابی خراش عن النبی صلعم من ھجر اخاہ سنۃ فھو کسفک دمہ (ابو داود ص ۳۱۳ ج ۲)

(۶) اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ظن سے بچو ظن بڑی جہوٹی بات ہے اور کسی کی نیکی اور بدی تلاش نکرو اور کسیکو ضرر دینے کے لیے بکتی چیز کے دام نہ بڑہاؤ اور آپس مین حسد۔ عداوت۔ قطع کلامی (یا بدگوئی) نکرو اور خدا کے بندے آپس مین بہائی ہوجاؤ۔

> عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا (بخاری ص ۸۹۶ مسلم ص ۳۱۶ جلد ۲)

(۷) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا نے حکم بہیجا ہے

عن عیاض قال قال رسول اللہ صلعم قال ان اللہ ادحی الی ان تواضعو حتی لا یفخر احد علی احد (ریاض الصالحین ص۲۱۸ ومسلم ص۳۸۵ جلد ۲)

کہ تم آپس مین فروتنی اختیار کرو اور ایک دوسرے پر فخر نکرے یعنے اپنے آپ کو اس سے اچھا نہ سمجھے۔

(۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت مین نجائیگا جس کے دل مین ذرہ کی برابر تکبر ہوگا۔ کسی نے عرض

عن ابن مسعود قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا و نعلہ حسنا قال اللہ تعالی جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس ترمذی جلد ۲ ص۲۲ و مشکوۃ ص۴۳۳ و مسلم ج ۱ ص۶۵

کیا یا رسول اللہ یہ تو سب کوئی چاہتا ہی کہ میرا کپڑا اچھا ہو اور میری جوتی اچھی ہو آپ نے فرمایا خدا تعالی با جمال ہی وہ جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہی یعنی خوبصورتی تکبر نہیں ہے تکبر یہی ہے کہ حق کے سامنے اتراوین اور لوگون کو حقارت سے دیکھین۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول صلعم المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا یکذبہ ولا یخذلہ کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ و مالہ و دمہ التقوی ھٰھنا بحسب المرء من الشر ان یحقر اخاہ (مسلم ص۳۱۰ جلد ۲ و ترمذی ص۱۵ جلد ۲)

نہ وہ اس کی خیانت کرے نہ اس سے جھوٹ کہے نہ اسکو ذلیل کرے مسلمان کا مسلمان پر سبھی کچھ (آبرو۔ خون اور مال) حرام ہے پرہیزگاری کا محل دل ہی انسان کو برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے سبب دوسرے کو برا جانتا ہے اور اسکو برا سمجھکر اس سے ترک کلامی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس سے بہتر جانتا ہی اور

اور اُس پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اسکی مثل کسی گناہ کا مرتکب سمجھے تو اسکو ایک گناہ کے سبب مطلقاً بُرا نہ جانے اسکو اپنی مثل مبتلاء گناہ سمجھکر ترس کہائے اور پیار کے ساتھ اُسکو گناہ سے ہٹائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول جو نمبر (۲۱) پر منقول ہوگا ہمارے اس بیان کا بھی پورا مؤید ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا سلف صالحین نے کسی سے کسی گناہ کے سبب ترک کلامی کی ہے تو فخر و تکبر سے نہین کی اور نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شخص ایک گناہ کی سبب مطلقاً بُرا ہو گیا ہے انکی ترک کلامی صرف نصیحۃً و مصلحۃً و ہدایۃً تھی چنانچہ ان احادیث کے جواب مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے ❖

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چھہ حق ہین ملے تو سلام کرنا۔ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرنا۔ کچھ پوچھے تو خیر خواہی کی بات کہنا۔ چھینک مار کر حمد کہے تو رحمت کی دعا دینا۔ بیمار ہو تو اُسکو پوچھنا مر جائے تو اُس کے جنازہ کے ساتھ جانا ❖

عن ابی هریرة قال قال رسول صلی الله علیه واله وسلم حق المسلم علی المسلم ست اذا لقیته فسلم علیه و اذا عطس فحمد الله فشمته و اذا مرض فعده و اذا مات فاتبعه (مسلم ص۲۱۳ جلد ۲)

ان احادیث مین جو مومن اور مسلم کا ذکر اور اس کے حقوق کا بیان ہے یہ گناہگار اہل ایمان کو بھی اپنے عموم سے شامل ہے جو شخص گناہگار اہل ایمان کو مذہب خوارج کا مقلد ہو کر دایرہ ایمان و اسلام کی خارج کری یا مذہب معتزلہ کے موافق انکے ایمان مین توقف کری وہ ان دلایل کتاب و سنت کا جواب دے جنکو ہم مضمون "کفر و کافر" مین ضمن جلد چہارم بیان کر چکے ہین ❖

(۱۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کسی نیکی کو ہلکا یعنی تہوڑا نہ سمجھو اور نہین تو یہی سہی کہ اپنے بہائی (یعنی مسلمان) کو

عن ابی ذر قال قال لی النبی صلی الله علیه وسلم

لا تحقرن من المعروف شيئاً ولو ان تلقى اخاك بوجه طلق صحیح مسلم ص۳۲۹ جلد ۲

خندہ پیشانی سے ملو۔

(۱۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہونا چاہا آنحضرت صلعم نے اسکو اذن دیا اور اس کے

عن عائشۃ ان رجل استاذن علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائذنوا لہ فبئس اخو العشیرۃ فلما جلس تطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت عائشۃ یا رسول اللہ قلت لہ کذا وکذا ثم تطلقت فی وجہہ وانبسطت الیہ فقال رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم متی عاھدتنی فحاشا ان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ۔ (بخاری ص۸۹۱ ومسلم ص۳۲۳ جلد ۲)

آنے سے پہلے فرمایا کہ یہ شخص بُرا ہے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا تو آپ نے خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے اس سے بات کی وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضہ نے سوال کیا کہ اے حضرت پہلے تو آپ نے اس کی نسبت ایسا کہا اور جب وہ آیا تو اس سے خندہ پیشانی وانبساط سے خطاب فرمایا۔ آپ نے جواب دیا کہ اے عائشہ تو نے مجھے بد خلق یا بدگو کب پایا ہے قیامت کے دن سب سے بُرے درجہ مین وہ شخص ہوگا جسکو لوگ اُسکی بدخلقی یا بدگوئی سے بچنے کے سبب سے چھوڑ رکھین ٭

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو فرمایا ہے خدا سے ڈر جہان

عن ابی ذر قال قال رسول صلعم اتق اللہ حیث ما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا وخلق الناس بخلق حسن۔ (ابن ماجہ والترمذی ص۲۱ جلد ۲)

کہین ہو اور بدی کے پیچھے بھلائی کو لگا اس سے تو بدی کو مٹاوے گا اور لوگون سے اچھے خلق کے ساتھ میل جول رکھ ٭

(۱۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان لوگون مین ملا رہے اور اور انکی تکلیف پر سہارا کرے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو ان سے جدا رہے اور انکی تکلیف پر سہار الگ رہے +

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علی اذٰھم افضل من الذی لا یخالطھم ولا یصبر علی اذٰھم۔ (ترمذی ص ۸۳ جلد ۲ وابن ماجہ ص ۲۳۳)

(۱۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم مین سے اچھا شخص وہ ہے جو خوش خلق ہے +

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم خیارکم احسنکم اخلاقاً (بخاری ص ۵۰۲ ومسلم ج ۲ ص ۲۵۵ ومشکوٰۃ ص ۴۳۲)

ان احادیث مین خوش خلقی کا حکم عام ہے متقی مسلمانون سے مخصوص نہین اور گناہگار اہل ایمان اس حکم سے مستثنی نہین ہین بلکہ حدیث نمبر ۱۳ تو خاصکر ان ہی لوگون کے حق مین ہے جو مسلمانون کو تکلیف دیتے ہین اور اس تکلیف دہی کے سبب وہ گناہگار ہوتے ہین +

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مین ایک اعرابی نے آکر بول کر دیا اور لوگ اسکے گرد ہوئے تو آپ نے فرمایا اسکا بول بند نکرو جب وہ بول کر چکا تو اوسکو آپ نے نرمی سے سمجہایا اور لوگون سے کہا کہ تم کو خدا نے آسانی کے لئے بہیجا ہے نہ مشکل ڈالنے کے لئے۔

عن ابی ھریرۃ قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلاً من الماء اوذنوباً من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین (بخاری ص ۳۵ وص ۸۹۰ وغیرہ)

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیون نے ایک دفعہ بجائے سلام سام کہا جو موت کی دعا ہے حضرت عائشہ

عن عائشۃ رض قالت دخل رہط من الیہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیک ففہمتہا فقلت علیکم السام واللعنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہلاً یا عائشۃ فان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ۔ (بخاری ۹۲۵) وفی روایۃ قال یا عائشہ ان اللہ تعالیٰ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف [illegible] ۳۲۲ وفی روایۃ علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش (مسلم ۳۲۳ ومشکوۃ ۴۲۳) وعن جریر من یحرم الرفق یحرم الخیر (مسلم ۳۲۲ ومشکوۃ ۴۲۲)

نے جواب مین کہا کہ تم ہی پر موت اور لعنت ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سخت گوئی سے منع کیا اور فرمایا اے عائشہ نرمی کر خداوند تعالےٰ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک حدیث مین ہے خدا تعالیٰ رفیق ہے وہ رفق (نرمی) کو پسند کرتا ہے۔ نرمی پر وہ عنایت کرتا ہے جو سختی پر نہین کرتا۔ ایک **حدیث** [illegible] ہے عائشہ نرمی اختیار کرو اور بدگوئی سے بچ اور جریر کی حدیث مین ہے جو نرمی سے محروم رہا وہ بہی خیرات سے محروم رہا۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین ان سے مسلمان گناہگارون کے ساتھ نرمی و آسانی نہین ہوتی جب وہ ان سے بولین گے سخت کہین گے اور جب انکو دیکھینگے قہر کی نگاہ سے دیکھین گے ؛

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپسمین درستی نماز و روزہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوۃ قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقۃ۔

صدقہ سے بہتر ہے اور آپس مین فساد دین کو مونڈنے والا ہے اور ایک **حدیث** مین فرمایا کہ حسد اور بغض پہلی امتون کی مرض تم مین چلی آتی ہین بغض مونڈنے والی ہے [illegible] مین یہ نہین کہتا کہ

(ابوداؤد والترمذی ص۳۱۷ جلد ۲)

وعن الزبیر قال قال رسول اللہ صلعم دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء هی الحالقة لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین (احمد والترمذی ص۹۳ جلد ۲)

بال کو مونڈتا ہے وہ تو دین کو مونڈ ڈالتا ہے۔

(۱۹) حضرت علی المرتضی کا قول ہے۔ لوگون مین ایسے ہو رہو جیسے پرندون مین شہد کی مکھیان ہین جنکو سبھی پرندہ حقیر سمجھتے ہین۔ وہ اگر جانین جو انکے پیٹون مین برکت (شہد) ہی تو اونکو حقیر نہ سمجھین۔ تم لوگون کے ساتھ زبانون اور جسمون سے ملے رہو اور عملون سے اور دلون سے (یعنے [illegible] بدعمل و بداعتقاد لوگون) جدا رہو ہر ایک کو اس کا بدلہ ملے گا جو اُس نے کمایا۔ اور ہر شخص قیامت کے دن اسکے ساتھ ہوگا جس کو اُس نے دل سے دوست رکھا یعنے اسکے دلی اعتقاد اور اعمال کو پسند کیا*

عن علی رض قال کونوا فی الناس کالنحلة فی طیرانه لیس من الطیر شئ الا وهو یستضعفها ولو یعلم الطیر ما فی اجنحتها [illegible] خالطوا الناس بالسنتکم واجسادکم و زایلوهم باعمالکم وقلوبکم فان للمرء ما اکتسب وهو یوم القیمة مع من احب (دارمی ص۵۰)

(۲۰) حضرت ابوالدرداء صحابی کا قول ہے ہم ایسے لوگون سے ہنس ہنس باتین کرتے ہین جن سے ہمارے دل خوش نہین ہوتے یا اُن کو لعنت کرتے ہین*

ویذکر عن ابی الدرداء انا لنکشر فی وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم او تقلیهم (بخاری ص۹۰۵)

راقم کہتا ہے وہ لوگ ایسے ہی ہون گے جنمین حضرت ابو درداء نے کوئی وجہ محبت نپائی لعنت ہے انکے مناسب حال سمجھی جب ایسے لوگون سے سلف صالحین کے مداراة و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا ثابت ہے تو مسلمان

اہل معاصی سے مداراۃ وخوش خلقی وخندہ پیشانی سے بات کرنا کیون جائز نہین سلف صالحین کے خیال اور اس زمانہ کے متدینون کے حال کی وہ رباعی کیا عمدہ حکایت ہے. جو بصفحہ (١٤١) منقول ہوچکی ہے :-

رشنیدم کہ مردان رہِ خدا - الخ

(٢١) حضرت مسیح ارشاد فرمایا کرتے لوگو! ذکر الٰہی کے سوا بہت نہ بولا کرو اس سی تمہارے دل سخت ہوجائین گے اور سخت دل خدا سے دور ہوجاتا ہے - پر تمکو علم نہین ہوتا - اور تم لوگون کی گناہونکو ایسا نہ دیکھو کہ گویا تم خدا ہو (یعنے اپنے آپکو گناہون سے پاک اور گناہگارونکو واصلِ جہنم سمجھنے والے) تم اپنے گناہونکی طرف ایسا دیکھو کہ گویا تم بندے ہو (یعنے جو گناہ کرتے اور عذاب الٰہی سے ڈرتے ہین)

انہ بلغہ ان عیسی بن مریم کان یقول لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فتقسو قلوبکم فان القلب القاسی بعید من اللہ ولکن لا تعلمون ولا تنظروا فی ذنوب الناس کانکم ارباب وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبید فانما الناس مبتلی ومعافا فارحموا اھل البلاء واحمدوا اللہ علی العافیۃ -

(موطا امام مالک صـ٣٨٦)

تمام لوگ دوہی قسم کے ہین ایک مبتلا بگناہ - دوسرے گناہون سے عافیت مین - پس تم مبتلاؤن پر ترس کھاؤ - اور خود گناہون سے عافیت مین ہو تو اسپر خدا کا شکر بجالاؤ (نہ یہہ کہ اپنی عافیت پر اتراؤ اور لوگون کو حقارت سے دیکھو اور جہنمی بتاؤ)

حضرت مسیح علیہ السلام - کا یہ ارشاد اس ارشاد آنحضرت صلعم کے موافق ہے جو ابوذر غفاری کو آپنے فرمایا ہے کہ جو تجھے اپنے عیوب معلوم ہون

عن ابی ذر فی حدیث طویل قلت اوصنی یا رسول اللہ - قال لیحجزک عن

ما تعلم من نفسک۔
(شعب الایمان بیہقی و مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۸)

وہ تجھے لوگون کی عیب بینی سے روکین ✤

ان ہی ارشادات انبیاء علیہم السلام کا ترجمہ ہے جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو ان کے پیر نے فرمایا تھا۔ جسکو شیخ علیہ الرحمۃ نے رباعی ذیل مین بیان کیا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ۔۔۔ دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش ۔۔۔ دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش

آپنے اس ارشاد کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کا عمل ایسا تھا کہ آپ لوگون کی کھلم کھلی اور چشم دید برائیون سے چشم پوشی کر لیتے اور صرف انکے ایمان و بیان پر حسن ظنی فرما کر اس برائی سے انکو بری کرتے۔

صحیح مسلم مین حدیث ہے کہ حضرت مسیح [illegible] ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا۔ کیا تو نے چوری کی ہے؟ وہ بولا خدا کی قسم ہے جسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہین مین نے چوری نہین کی تو آپ نے صاف فرما دیا کہ مین خدا تعالےٰ پر ایمان لایا اور مینے اپنے آپ کو اس گمان مین جھوٹا قرار دیا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی عیسی بن مریم رجلا یسرق فقال لہ عیسی سرقت قال کلا والذی لا الہ الا ھو فقال عیسی اٰمنت باللہ و کذبت نفسی
(صحیح مسلم صفحہ ۲۶۵ جلد ۲)

اس معاملہ مسیح علیہ السلام کی وجہ ہمارے خیال مین وہی اہل ایمان پر حسن ظنی

نوٹ: ایسا ہی امام نووی نے شرح مسلم مین بیان کیا ہے جو ہماری نظر سے بعد تحریر توجیہ مذکور گذرا۔ آپ فرماتے ہین
قال القاضی ظاھر الکلام صدقت من حلف باللہ تعالی و کذبت ما ظھر لی من ظاھر سرقتہ فلعلہ اخذ مالہ فیہ حق او باذن صاحبہ او لم یقصد الغصب والاستیلاء او ظھر لہ من مدہ انہ اخذ شیئا فلما حلف لہ اسقط ظنہ ورجع عنہ (شرح مسلم صفحہ ۲۶۵)

ہے اور اپنے نفس پر بدگمانی۔ اُنہون نے اس شخص کی قسم اور کلمہ توحید سے یہ سمجھا کہ جو ہم نے اس شخص پر چوری کرنے کا گمان کیا تھا وہ بُرا گمان تھا۔ اسپر یہ نیک گمان بھی ہو سکتا تھا کہ جس چیز کو اُس نے لیا تھا اُسکے لینے کا باجازت مالک یا اَور وجہ وہ مستحق و مجاز تھا۔

یہہ تو آپ کی اہل ایمان کے آگے فروتنی اور حسن اخلاقی ہے آپ نے خنزیر جیسے حیوانات سے تخاطب کیا ہے تو اس مین بھی اپنی خوش خلقی اور حسن کلامی کو ترک نہین کیا۔ جسمین اہل ایمان کے لئے صاف ہدایت و نصیحت ہے کہ وہ اپنے ہم جنس انسان خصوصاً اہل ایمان سے تو خوش کلامی سے پیش آوین۔ ان کو خنزیر سے بدتر نہ سمجھین۔ جیسا کہ آج کل متدینون کا عمل ہے۔

موطا مین یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خنزیر کو ملے تو اس سے فرمانے لگے تو سلام یا سلامتی کے ساتھ نکل جا۔ کسی نے پوچھا آپ خنزیر کو ایسا فرماتے ہین۔ آپ نے جواب مین فرمایا مین اس سے ڈرتا ہون کہ میری زبان سے کوئی بُری بات نہ نکلے ﴿

عن مالك عن يحيى بن سعيد ان عيسى بن مريم لقى خنزيرا فقال له انفذ بسلام فقيل له تقول هذا لخنزير فقال عيسى بن مريم انى اخاف ان اعود لسانى المنطق بالسوء (موطا مٹ ۳۸۶)

حضرت مسیح کا یہ قول کہ تم لوگون کے گناہون کو ایسا نہ دیکھو کہ گویا تم رب ہو الخ آج کل کے متدین اہل تباغض کے عین حسب حال ہے وہ واقعی دوسرے گناہگاران اہل ایمان کو ایسے غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہین کہ گویا وہ خود خدا قہار ہین اور انکو جہنم کے سوا کہین جگہ نہ دینگے۔ اور اپنے گناہون سے وہ ایسے آنکھ بند کئے ہوئے ہین کہ گویا وہ جنت کے مالک ہین۔ ایسے خود بینون کا مآل اس شخص کا حال ہے جسکا ذکر

(۴۴)

اس حدیث نبوی مین ہے کہ بنی اسرائیل مین دو شخص دوست تھے ایک بڑا عابد تھا دوسرا کہتا تھا کہ مین تو گناہگار ہون وہ عابد گناہگار کو گناہ سے روکتا تو وہ جواب مین کہتا کہ تو مجھے میرے ربّ کے سپرد کر ایکدن اُسنے اُسکو ایک ایسے گناہ پر پایا جسکو اُسنے بہت بُرا سمجھا تو اُس سے منع کیا اسکے جواب مین گناہگار نے وہی کلمہ کہکر کہا کہ کیا تو میرا محافظ ہے؟ اسپر اس عابد کو غیظ آیا اور اس نے اسکو یہ کہدیا کہ قسم ہے تجھے خدا نہ بخشے گا۔ اور تو دوزخ مین داخل ہوگا۔ خدا نے ان دونون کیطرف ملک الموت کو بھیجا اور اُنکو اپنے پاس بلالیا پھر اس گناہگار کو تو فرمایا تو میری رحمت سے بہشت مین داخل ہو اور عابد کو کہا کہ تو میری رحمت کو میرے بندے سے روک سکتا ہے اور فرشتون کو حکم دیا کہ اسکو جہنم مین لے جاؤ +

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ان رجلین کانا فی بنی اسرائیل متحابین احدھما مجتھد فی العبادۃ والاخر یقول مذنب فجعل یقول اقصر عما انت فیہ فیقول خلنی وربی حتی وجدہ یوماً علی ذنب استعظمہ فقال اقصر فقال خلنی وربی ابعثت علیّ رقیبا فقال واللّٰہ لا یغفر اللّٰہ لک ابداً ولا یدخلک الجنۃ فبعث اللّٰہ الیھما ملکا فقبض ارواحھما فاجتمعا عندہ فقال للمذنب ادخل الجنۃ برحمتی وقال للاخر اتستطیع ان تحظر علی عبدی رحمتی فقال لا یا رب فقال اذھبوا بہ الی النار۔

(مشکوۃ بروایت احمد صـ ۱۹۷)

ہمارے متدین بھائی اس حدیث کو عبرت کی آنکھ سے دیکھین اور حضرت مسیح کی اس نصیحت پر عمل کرین +

بعض حضرات متدین اس خود بینی کے علاوہ غیر کے مبتلا بگناہ ہونے پر خوش ہوتے ہین اور اس بلا سے انکی مخلصی نہین چاہتے۔ ان کے حال و مال سی

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حدیث (۲۳) مین ڈرایا اور فرمایا ہے کہ تو

> عن واثلہ بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلعم لا تظھر الشماتتہ لاخیک فیرحمہ اللہ و یبتلیک ۔ ترمذی ص۳ ج۲

بہائی کے مبتلا گناہ ہونے پر خوش نہو ایسا کرے گا تو خداوند تعالے اُسکو عافیت دے گا اور تجہے اس بلا مین مبتلا کرے گا*

اس قسم کی احادیث و آثار

اور بہت ہین جن کے عموم یا خصوص سے مسلمانون پر عموماً اور گناہگار مومنون پر خصوصاً رحم اور اون سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے میل جول کی فضیلت ثابت ہے جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دین تراحم خوش خلقی و حسن [illegible] طریق [illegible] ہے نہ غضب و بغض و مہاجرت و بدگوئی و ترش روی جو صرف ضرورت کے وقت بعض مواقع مین سلف صالحین کی استعمال مین آئی ہے۔ اسی نظر سے امام نووی نے اس طریق میل جول کو تمام انبیا اور سلف صالحین طریق ٹہیرایا ہے چنانچہ کتاب ریاض الصالحین مین بصفحہ (۱۶۲) فرمایا ہے*

لوگون سے میل جول رکھنے۔ اور ان کے جمعہ جماعتون اور نیک مجلسون

> الباب السبعون فی فضل الاختلاط بالناس وحضور جمعھم وجماعتھم ومشاھد الخیر ومجالس الذکر معھم وعیادۃ مریضھم وحضور جنائزھم ومواساۃ محتاجھم و ارشاد جاھلھم وغیر ذلک من مصالحھم

مین اور ان کے ساتھ ذکر کی مجلسون مین حاضر ہونے اور ان کے بیمارون کی عیادت کرنے اور ان کے جنازون مین شریک ہونے اور ان کے محتاجون سے احسان کرنے اور ان کے نادانون کو راستہ بتانے

لمن قدر علی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وقمع نفسه عن الایذاء وصبر علی الاذی اعلم ان الاختلاط بالناس علی الوجه الذی ذکرته هو المختار الذی کان علیه رسول الله صلعم وسائر الانبیاء صلوات الله و سلامه علیهم وکذلک الخلفاء الراشدین ومن بعدهم من علماء المسلمین و اخیارهم وهو مذهب اکثر التابعین و من بعدهم وبه قال الشافعی واحمد واکثر الفقهاء رضی الله عنهم اجمعین ـ قال الله تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی والایات فی معنی ما ذکرته کثیرة معلومة ـ
(ریاض الصالحین ص۲۶۰)

ایسے ہی اور نیک کاموں کے افضل ہونے کا بیان ـ اس شخص کے حق میں جو اچھی بات کا لوگوں کو حکم کرے اور بری بات سے منع کرے اور لوگوں کو تکلیف رسانی سے نفس کو روکے ـ اور لوگوں کی تکالیف اپنے نفس پر سہارے ـ ایسے طور پر لوگوں سے میل جول ایسا طریق ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء تھے ایسی ہی خلفاء راشدین اور ان کے سوا اور صحابہ و تابعین اور ان سے پچھلے علماء مسلمین اور برگزیدہ صالحین ـ اور یہی اکثر تابعین کا مذہب ہے اور تبع تابعین کا اور یہی امام شافعی اور اور امام احمد اور اکثر فقہاء کا قول ہے ٭

اس مذہب پر دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں ارشاد ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری پر لوگوں کی مدد کرو ـ اور اس باب میں بہت سے آیات ہیں جو لوگوں کو معلوم ہیں ٭

راقم کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم سے (کفار تھے خواہ مومنین گناہگار) ملے جلے رہنا ـ ان سے جدا نہ ہونا ـ اور ان کے جفاؤں پر تحمل کرنا اور

کمال خلق و ملاطفت و اخلاص و محبت سے ان کے ساتھ پیش آنا ایسا یقینی اور بدیہی امر ہے جیسا کہ انبیاء کا وجود یا ان کی نبوت۔ جسمین کسی مسلمان کو جو انبیاء پر ایمان اور کتب سماوی خصوصاً قرآن مجید مین نظر رکھتا ہو شک و تردد نہین ہے ✤

قرآن مین بہت سے انبیاء کا حال منقول ہے کہ ان کی قوم نے ان کو زبان سے برا (مجنون کاذب وغیرہ) کہا ہاتھون سے مارنے کا قصد کیا بلکہ بعض انبیاء کو قتل ہی کر دیا پھر بھی انبیاء نے ان کے جفا پر سہارا کیا اور یاقوم یاقوم کہکر ملاطفت و خوش خلقی سے اُن کو جواب دیا ✤

صحیحین کی حدیث مین ایک نبی کے حال کی حکایت ہے کہ ان کو قوم نے مارکر خون آلودہ کردیا وہ اپنے چہرہ سے خون پوچھتے اور یہہ کہتے تھے کہ خدایا میری قوم کو تو معاف کر وہ مجھے جانتے (پہچانتے) نہین ✤

> عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال کانی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحکی نبیاً من الانبیاء وضربہ قومہ فادموہ وھو یمسح الدم عن وجہہ ویقول اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون (بخاری ص ۴۹۵ ج ۲ ومسلم)

اس طریق انبیاء اولین و آخرین اور سیرت سلف صالحین کو دیکھنے اور اُن آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلف اور مذاہب و اقوال ائمہ کی طرف خیال کرنے سے صاف طور پر اور آسانی سے یقین ہو سکتا ہے کہ جو آیات قرآنیہ مین (جن سے اہل تباغض تمسک کرتے ہین) ظالمون اور کافرون سے محبت نکرنے اور بغض و بیزاری ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ عام نہین ہے کہ ہر ایک کافر کو ہر ایک موقع و ہر حالت مین شامل ہو ایسا ہی جو احادیث و آثار متمسک بہا ان حضرات مین آنحضرت و صحابہ و تابعین کا بعض اہل معاصی

سے کلام وسلام ترک کرنا پایا جاتا ہے وہ بھی ہر موقع وہر شخص کے لئے عام عمل و دستور نہ تھا - بلکہ اس حکم قرآنی اور عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ وتابعین کے لئے خاص خاص مواقع اور خاص خاص محل تھے جو ان آیات قرآنی واحادیث کے جواب مین بضمن نمبر ۱۲ جلد ۸ ونمبر ۳ جلد ۹ بیان ہو چکے ہین ✦

عام حکم اور عام طریق جسپر اگلے اور پچھلے انبیاء اور ان کے صالحین اتباع چلے آئے ہین بھی خوش خلقی وحسن **معاشرت** اور صبر وتحمل سے اختلاط اور کشادہ پیشانی سے کس وناکس کی مداراۃ ہے ✦

پس جن لوگون نے صرف بعض موقع پر بعض اشخاص سے **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کو مد نظر رکھکر عموماً بغض وتہاجر کو دین ٹہرالیا ہے اور اس کے مقابلہ صدہا عمومات وخصوص قرآن وحدیث سے آنکھ بند کر کے باہمی عفو وتراحم وخوش خلقی وملاطفت وخندہ پیشانی کو بیدینی قرار دیا ہے - ان لوگون نے تہوڑے حصۂ قرآن وحدیث وآثار کو لے لیا ہے اور اکثر حصہ کو پس پشت ڈالدیا ہے اور آیۂ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اور حفظت شیئًا وغابت عنك اشیاء کا مورد ومصداق بنکر دکہایا ہے - عصمنا اللہ وایاہم ویاخذ بایدینا وایدیہم اجمعین ✦

اس مضمون مین ہمارے اصلی مخاطب ہمارے عینی بہائی اہلحدیث پنجاب وامرتسر ہین - اور انہی پر ہمکو زیادہ افسوس ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے مدعی اور قال اللہ وقال رسول اللہ سے مشتغل ہوکر اپنے عینی بہائیون اہلحدیث (چہ علاتی اخوان حنفیہ وغیرہ اہل تقلید) سے صرف بعض جزئی امور پر

(جیسے خطبہ جمعہ یا عیدین مین عربی عبارت کا ہندی زبان مین ترجمہ کرنا یا نہ کرنا وعلی ہذا القیاس) ملاقات وسلام وکلام ترک کر بیٹھے ہین اور عیدین کی جماعت علیحدہ کراتے ہین اور اس مہاجرت اور علیحدگی کو کمال ایمان سمجھ بیٹھے ہین۔ وہ اس خیال مین سچے ہین تو وہ ہم کو کم سے کم ایک آیت یا ایک حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کی ایک روایت ایسی دکھاوین جس سے صراحۃ یا اشارۃ یہہ ثابت ہو کہ "خدا تعالی کی رحمت سے اسکا غضب غالب ہے۔ ولہذا وہ اپنے بندون خصوصاً مسلمانون کے باہمی بغض اور سر پھٹول یا پھوٹ مین (جسکا سبب کسی کا کوئی ایک گناہ ہو) انکے باہمی تراحم ومحبت سے (جس کے اسباب ومقتضیات صدہا حسنات توحید اسلام نماز روزہ وغیرہ مین) زیادہ خوش ہوتا ہے" یا یہہ کہ "خدا تعالی اور اسکے رسول اور اسکے پیرون کے نزدیک جزئیات (کوئی عمل نیک یا بد) اصول ہین۔ اور کلیات (ایمان وعقاید اسلام) فروع ہین ولہذا انکے نزدیک جزئیات (ایک آدہ گناہ) کی رعایت کلیات (ایمان اسلام امہات حسنات) کی رعایت سے مقدم ہے"۔ یا یہ کہ "ہر شخص سے اسکے کفر یا فسق کے سبب بہر حال بغض ومہاجرت واجب ہے کسی سے عفو ومسامحت ومداراۃ جائز نہین ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانبیا وسابقین اور ان کے اتباع وسلف صالحین نے کسی گناہگار کے ساتھ عفو ومسامحت وخلق ومداراۃ کا معاملہ نہین کیا" یا یہہ کہ "بعض لوگون سے بعض منکرات کے سبب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ وتابعین نے ترک کلامی کی ہے وہ صرف ظاہری طور پر اور بنظر تنبیہ وہدایت ومصلحت وقت نہ تھے بلکہ وہ ترک کلامی دلی بغض وعداوت کے سبب سے اور بطور حد وعقوبت تھی"۔ آنحضرت اور ان کے پیرون انہین لوگون کو ان منکرات کے

سبب اسلام سے خارج کرکے محض بغض وعقوبت کے لایق سمجھا تھا - انکی
کسی نیکی ایمان واسلام کو لحاظ فرماکر ان کو لایق عفو ومسامحت نہ
جانا تھا" ٭

جبتک وہ ان مضامین سے کوئی ایک مضمون کسی آیت یا حدیث
یا قول صحابی یا تابعی سے ثابت نکرین گے وہ آنحضرت یا صحابہ وتابعین یا
ائمہ مجتہدین کے کسی موقع کی ترک کلامی سے اپنے بغض وتہاجر کے جواز پر استدلال
نہین کرسکتے ٭

اُن آیات سے وہ استدلال کرینگے توعلاوہ اس کلام کے جو ہم ان
آیات کے جواب مین کرچکے ہین ان آیات کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ وہ آیات عمومات
ہین جنکے مخالف ومعارض اور عمومات بھی موجود ہین جو بغض وتہاجر کے مخالف حب و
ترحم وملاطفت کے مثبت ہین - پھر دونو قسم کے عمومات کی تطبیق سے جو تنویع٭ سے
ہو سکتی ہے وہی بات ثابت ہوگی جو ہمنے کہی ہے کہ حکم مہاجرت وترک کلام و
سلام عام حکم نہین ہے -

اور اگر وہ کسی خاص واقعہ سے (جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یا صحابہ وتابعین سے ترک کلامی پائی جاتی ہے) استدلال کرین گے تو اسکے

٭ تنویع کی لغوی معنی قسم قسم کرنا ہے - اصولیون کی اصطلاح مین تنویع یہ ہے کہ دو عامون سے ایک
عام کو بعض افراد سے مخصوص کرین دوسرے کو بعض اور افراد سے - مثلاً جن نصوص مین کفار سے دوستی کی
ممانعت وارد ہے انمین کفار سے وہ کفار مراد لین جو مسلمانوں کو ستا دین - اور جن نصوص سے کفار کی
دوستی کا جواز نکلتا ہے ان مین کفار سے وہ کافر مراد قرار دین جو مسلمانون کی محسن ومربی
ہون اس تنویع سے دو متعارض عامون مین تطبیق کرنا کتب اصول مین بیان ہوا ہے - چنانچہ
مُسلّم مین کہا ہے ثم الجمع فی العامین بالتنویع -

مقابلہ مین وہ خاص واقعات پیش کئے جائینگے جن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کی مرتکبین منکرات سے ملاطفت اور حسن اخلاقی ثابت ہوتی ہے ۔ (چنانچہ کعب بن مالک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کی ترک کلامی کے مقابلہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاطب بن ابی بلتعہ سے باوجود ارتکاب جاسوسی ومخبری کے ملاطفت سے پیش آنا اور حضرت عمرؓ کو اُن کی مزاحمت وسختی سے روکنا ہم پیش کرچکے ہین (دیکھو رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۹۰) اور حضرت ابن الزبیر سے حضرت عائشہ کی ترک کلامی کے مقابلہ مین حضرت ابن الزبیر کا یہ قول کہ حضرت عائشہ کو مجھہ سے ترک کلامی حلال نہین ہے ۔ اور خود حضرت عائشہ کا اس فعل پر افسوس وندامت ہم پیش کرچکے ہین (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۹ صفحہ ۱۴۰ و علی ہذا القیاس) اُن سے بھی یہی بات ثابت ہوگی کہ یہ ترک کلامی عام حکم نہین ہے بلکہ بعض مواقع اور بعض حالات سے مخصوص ہے ۔

الحاصل اُن عمومات قرآنیہ اور واقعات خاصہ سے (جنکے مقابلہ ومعارضہ مین دوسری عمومات اور واقعات ثابت ہین) اُن کا خیال ومقال ہرگز ثابت نہوگا جب تک کہ وہ ان عمومات وواقعات کے ساتھ ان مضامین کو بھی ثابت نکرینگے جنکا ثبوت ہم نے طلب کیا ہے ۔ اور بلا اثبات مضامین معروضہ بالا انکا اپنے معمولی بغض وتہاجر کو (جسکی تشریح ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۸ مین بصفحہ ۳۴۳ کرچکے ہین) دین قویم وصراط مستقیم ٹھہرانا اور اس کی تائید وثبوت مین بن سمجھے بوجھے الفاظ قرآن احادیث وآثار کو ہاتھہ مارنا بجز اس کے کسی امر کا مثبت نہوگا کہ ان کو قرآن وحدیث سے بجز اوراق گردانی اور الفاظ خوانی کوئی تعلق نہین ہے ۔ ہم حسبۃ للّٰہ ونصیحۃً لخلق اللہ ان کی خدمت مین بڑے ادب و انکسار سے ملتمس ہین کہ اب بھی وہ غور وتامل وفہم وفکر سے کچھ کام لین اور

ان آیات و احادیث و آثار کو جو ان کے متمسکات کے معارضہ مین ہم نے پیش کئے ہین اور اُن کے نظایر کو جو قران و کتب حدیث مین اور بہت کثرت سے موجود ہین انصاف سے دیکھین اور جانبین کے دلایل کا میزان عدل مین موازنہ کرین اور ان مین تطبیق و توفیق کیصورت نکالین - اس غور و تامل و فہم و انصاف و موازنہ و تطبیق کے بعد امید ہے کہ وہ اپنے معمولی تباغض و تہاجر کو چھوڑ دین گے اور آپس مین ترک سلام و کلام وہ اسی حدتک اور اسی غرض سے کرین گے جس حدتک اور جس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین صحابہ تابعین نے کی تھی (جسکو ہم اشاعة السنة نمبر ۱۲ جلد ۸ مین بصفحہ ۳۵۶ و صفحہ ۳۶۲ و نمبر ۳ جلد ۹ مین بصفحہ ۸۶ وغیرہ عرض کرچکے ہین)

[illegible] اہل تشیع وغیرہ اہل اسلامی ملت بھی ہمارے خطاب کے احاطہ سے خارج نہین ہین ٭

ان لوگون کے حق مین جو ہم اپنے عینی بہائیون اہل حدیث سے چاہتے ہین وہ ہم نمبر ۱۲ جلد (۸) اور نمبر ۳ جلد ۹ مین عرض کرچکے ہین کہ وہ کسی اسلامی فرقہ کو (اہل سنت کہلاتے ہون خواہ اہل بدعت) دین سے خارج نہ سمجھین اور ان سے بغض و عداوت اختیار نہ کرین - گو ان کے بعض عقاید و اعمال کو بُرا سمجھین اور خصوصاً حنفیہ و شافعیہ وغیرہ کو تو وہ اپنی مثل اہل سنت سمجھین ان کو بدعتی و مشرک کہنے سے احتراز کرین - چنانچہ انکے پیشوا ئے طریقت اور امام مذہب حضرت مولانا اسمعیل شہید رح ایضاح الحق مین وصیت فرما گئے ہین ٭

اس مقام مین علاوہ بران ہم یہ کہنا بھی ضروری اور اپنا منصبی فرض جانتے ہین کہ ہمارے اہل حدیث بہائی اپنے علاتی بھائیون

حنفیہ کو (جو ان کے ہم وطن وہم جوار ہین) اسی محبت کی نگاہ سے دیکھین جیسے
اپنے عینی بھائیون اہل حدیث کو دیکھتے ہین اور اُن کے اکابر مذہب
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکابر اتباع کو اسی عظمت کی نگاہ
سے دیکھین جس نگاہ سے وہ اپنے آیمہ اہل حدیث امام بخاری و امام مسلم وغیرہ
کو دیکھتے ہین گو ان مین اُن مین بعض فروعات جزئیہ رفع الیدین و آمین بالجہر و قراۃ
فاتحہ خلف الامام وغیرہ مین فرق ہے۔

ہمارے تیز مزاج بھائی جو اصول و فروع مذہب سے بے خبر ہین اور صرف
سنی سنائی باتون پر ایمان لاکر حنفیہ کی بدگوئی اور ان کے آئمہ مذاہب سے بدظنی کے
خوگر ہین ہماری اس ناصحانہ التماس کو سنکر یکایک چونک پڑین گے اور حیرت و تعجب
سے کہین گے کہ صاحب اشاعۃ السنہ نے کیا غضب ڈھایا ہے کہ اہلحدیث
اور مقلدین حنفیہ کو یکسان کردیا۔ اور امام ابو حنیفہ کو امام بخاری کا ہمسر بنا دیا۔
"کجا آسمان و کجا ریسمان" ہم لوگ حدیث پر عامل اور حنفیہ مقلدین حدیث کے تارک
بلکہ منکر۔ اور امام بخاری علم حدیث مین امام اور امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث بلا کلام
حتی کہ اُن کی نسبت ہماری جماعت مین مشہور ہے کہ اُن کو صرف سترہ صحیح حدیثین
پہنچی ہین" **ولیکن** اگر وہ صبر و تحمل سے ہماری پورے مضمون کو پڑھین گے تو
اپنے اس تعجب پر افسوس کرینگے۔ اور اپنے ان خیالات کو جو حنفیہ اور ان کے امام
مذہب کی نسبت وہ رکھتے ہین افترا و بہتانات سمجھین گے اور ہماری وصیت کو افراط
و تفریط سے بری اور عین انصاف پر مبنی خیال کرین گے۔

نصیحت مساوات محبت اہلحدیث و اہل تقلید ہمارا مقصود یہ نہین ہے کہ مقلدین حنفیہ
اور اہلحدیث اپنے فروعی مذہب اور حدیث صحیح پر عمل کرنے مین مساوی ہین۔ بلکہ
اس سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ اہلحدیث اور مقلدین حنفیہ اصول عقائد مین

متفق ہین گو بعض فروعات مین مختلف بھی ہین۔ ان فروعات اختلافیہ مین بھی اُن سب کا اصل اصول ایک ہے۔ مقلدین حنفیہ بھی اپنے فروعات مین ویسا ہی اتباع قران وحدیث کو پیش نظر رکھتے ہین جیسا کہ عاملین بالحدیث، گو ان ہین اُن مین یہ فرق ہی کہ وہ بواسطہ مجتہدین قران وحدیث پر عمل کرتے ہین یہ بلاواسطہ +

(۲) جن احادیث پر مقلدین عمل واستدلال کرتے ہین وہ غالباً اُنہی لوگون کے نزدیک صیحح یا لائق عمل ہین۔ اور احادیث معمول بہا اہلحدیث غالباً فریقین کے نزدیک صیحح ولائق عمل ہین

(۳) قران وحدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل نہ ملنے کے وقت وہ محض تقلید ائمہ پر عمل کرتے ہین [illegible] کی تقلید نہین کرتے اپنی رائے سے اباحت اصلیہ وغیرہ پر عمل کرتے ہین۔ ایسا ہی اور وجوہ فرق ہین جن سے کوئی منصف مزاج یہ نہین نکال سکتا کہ حنفیہ قرآن وحدیث سے متمسک نہین ہین اور اُن کا اصل اصول اہلحدیث کے اصل اصول کے مخالف ہے۔

ہان حنفیہ مین بعضے لوگ ایسے ضدی اور ہٹ دہرم بھی ہین جن پر بعض احادیث کی صحت ثابت ہوجاتی ہے اور اُس مین دعوے نسخ یا تاویل کی گنجایش بھی نہین ہوتی۔ ومعہذا وہ حدیث پر عمل کرنے کو بُرا جانتے۔ اور حدیث کے مقابلہ مین تقلید کو واجب سمجھتے ہین ایسے حنفیہ ہماری مبحث وخطاب سے خارج ہین۔ بلکہ خود منصف حنفیہ ان کو خارج از مبحث سمجھتے ہین چنانچہ ہمارے زمانہ کے منصف مزاج حنفی مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی (جنکو ہم اسی محبت وعزت کی نگاہ سے دیکھتے ہین جس سے اپنے گروہ اہلحدیث کے اعیان واکابر کو دیکھتے ہین اور اپنے گروہ کی ان نوجوانون پر جو ان کو نا ملائم الفاظ اہل بدعت وغیرہ سے یاد کرتے ہین سخت افسوس

کرتے ہین اپنے رسالہ فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۴۹ مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نماز مین رفع الیدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب مین (جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے) عین تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہؒ کا مذہب چھوڑ دیا - اور باوجود اس کے وہ حنفیون مین شمار ہوتے ہین - اسی کا موید ہی جو ہمارے معتبر اہل فتاوی نے نقل کیا ہے - کہ امام ابو یوسف نے ایکدن مسئلہ طہارت قلتین مین امام شافعی کے قول پر عمل کرلیا تھا - پس ہمارا گلہ (یا فریاد) اپنے زمانہ کی جاہلون کی طرف سے خدا کی جناب مین ہے - کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ قوت دلیل کسی مسئلہ مین اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعنے کرتے ہین اور اسکو اسکے

ویعلم ایضاً ان الحنفی لو ترك فی مسئلة مذهب امامه لقوة دلیل خلافه لا یخرج به عن ربقه التقلید بل هو عین التقلید فی صورة ترك التقلید الا تری الی ان عصام بن یوسف ترك مذهب ابی حنیفة فی عدم الرفع ومع ذلك هو معدود فی الحنفیة ویؤیده ما حکاه اصحاب الفتاوی المعتمدة من اصحابنا من تقلید ابی یوسف یوما الشافعی فی طهارة القلتین والی الله المشتکی من جهلة زماننا حیث یطعنون علی من ترك تقلید امامه فی مسئلة واحدة لقوة دلیلها ویخرجونه عن مقلدیه ولا عجب عنهم فانهم من العوام انما العجب ممن یتشبه بالعلماء و یمشی مشیهم کالانعام -

(فوائد بہیہ ص ۴۹)

مقلدون سے نکال دیتے ہین - ان کے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہین تعجب تو اُن لوگون سے آتا ہے جو علما بن بیٹھے ہین اور جا وزون کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہین "۔

ولیکن یہ یاد رہے کہ ایسے ضدی حنفی اس ملک مین بہت کم ہین ان کی سبب کل حنفیہ بدنام نہین ہو سکتے۔

ایسا ہی نصیحت **مساواۃ تعظیم ائمہ** سے ہمارا مقصود یہ نہین ہی کہ وہ سب ایمہ جملہ کمالات و صفات مین مساوی ہین - ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ وہ سب واجب التعظیم ہونے مین مساوی ہین ۔ گو بعض کمالات سے بعض ائمہ کو مزید خصوصیت ہے جیسے کثرت احادیث سے امام بخاری وغیرہ آئمہ حدیث کو خصوصیت ہے اور مزید قوت استنباط و اجتہاد سے امام ابوحنیفہ وغیرہ آئمہ فقہا کو و علی ہذا القیاس ٭ اور اس تفاوت صفات و خصوصیات سے کیسکی تعظیم کے وجوب مین فرق نہین آتا - اس تفصیل مقصود سے ہماری نصیحت کا انصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا - اور اس کے ضمن مین یہ بھی بیان ہوا کہ عموماً حنفیہ کو تارک یا منکر حدیث کہنا محض افترا ہے - اور اُسکا تفصیلی ثبوت جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے جسکا خلاصہ رسالہ نمبر (۵) جلد (۹) مین منقول ہوا ہے ٭

رہا ہمارے بہائیون کا یہہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث ہین اور ان کو صرف سترہ صحیح حدیثین پہنچی ہین " - اسکا پہلا حصہ تو مصنفین حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے وہ صاف تصریح کر چکے ہین کہ پچھلے آئمہ مجتہدین امام شافعی و امام احمد بن حنبل اور آئمہ محدثین کی نسبت امام ابوحنیفہ کو احادیث کم پہنچی ہین - **امام شعرانی**ؒ نے کتاب میزان کے صفحہ ، وغیرہ مین کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے وقت حدیثین جمع نہوئی تہین اسلئے حدیث اُن کو کم ملی - دوسرے اماموں کے وقت

حدیثین جمع ہوگئین تو ان کو زیادہ میسر آئین جسکو ہمارے زمانہ کے منصف حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنی کتاب النافع الکبیر کے صفحہ (۱۸) مین نقل وتسلیم کیا ہے اور یہ سب عبارتین ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۸ء مین منقول ہین*

مگر اس کا دوسرا حصہ محض افترا ہے جسکا منشا ان لوگون کی بے علمی ونافہمی ہے - اس امر کا کوئی اہل عقل قایل نہین اور نہ ہوسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کو صرف سترہ حدیثین صحیح پہنچی تہین*

ان لوگون کے اس افترا کا منشا یہ ہے کہ ابن خلدون حضرمی نے تاریخ العبر مین کہا ہے (جسکو نواب صاحب بہوپال نے اپنے رسالہ حطہ مین بعینہ نقل کیا ہے) کہ امام ابوحنیفہ کی روایت حدیث سترہ تک پہنچی ہے -

فابو حنیفة رح یقال بلغت روایة الی سبعة عشر حدیثا او نحوه - (تاریخ ابن خلدون وحطہ)

جسکے صحیح معنے یہ ہین کہ جو حدیثین امام ابوحنیفہ رح نے لوگون کو سنائین اور روایت کی ہین انکی تعداد سترہ ہے اس سے ہماری بے علم بھائیون نے یہ سمجھ لیا کہ جو حدیثین امام ابوحنیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچی ہین اُن کی تعداد سترہ ہے اور ان بیچارون نے نہ سوچا کہ ایک شخص کا لوگون کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا اور امر ہے اور اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث کا پہنچنا دوسرا امر ہے - اُنہون نے امر اوّل کو امر دوم سمجھ لیا اور لوگون کو یہ سنایا اور سمجھایا کہ ابوحنیفہ رح کو صرف سترہ حدیثین پہنچی تہین - ان کے اس افتراء کا جواب خود ابن خلدون کی اسی کلام مین موجود ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ حضرات لے بھاگے ہین کلام سابق کے متصل ہی ابن خلدون نے کہا ہے (چنانچہ حطہ مین بھی

بصفحہ ۴۴۳ منقول ہے) کہ بعض دشمنوں اور ظالموں نے یہ بکواس کی ہے کہ آئمہ

وقد تقول بعض المبغضين المتعسفين الى ان منهم من كان قليل البضاعة فى الحديث فلهذا قلت روايته ولا سبيل الى هذا المعتقد فى كبار الايمة لان الشريعة انما تؤخذ من الكتاب والسنة ومن كان قليل البضاعة من الحديث فيتعين عليه طلبه وروايته والجد والتشمير فى ذلك ليأخذ الدين عن اصول صحيحة ويتلقى الاحكام عن صاحبها المبلغ لها وانما قلل منهم من قلل الرواية لاجل المطاعن التى تعترضه فيها والعلل التى تعترض فى طرقها سيما والجرح مقدم عند الاكثر فيؤديه الاجتهاد الى ترك الاخذ بما يعرض مثل ذلك فيه من الاحاديث وطرق الاسانيد ويكثر ذلك فتقل روايته لضعف فى الطرق۔

(تاریخ ابن خلدون و صفحہ ۴۴۳)

مجتہدین سے جس نے روایت حدیث کم ہے اس کی بضاعت علم حدیث مین کم تھی (یعنے اس کو حدیث کم پہنچی تھی) اسی لئے اُس نے روایت بھی کم کی۔ اور درحقیقت اکابر آئمہ کی جناب مین ایسے (بد) اعتقاد کو کوئی راہ نہین ہے۔ کیونکہ شریعت تو کتاب و سنت سے لیجاتی ہے پھر جس امام شریعت کی علم حدیث مین پونجی کم تھی اسپر واجب تھا کہ اسکی طلب و تحصیل مین کوشش کرتا تاکہ صحیح اصول سے دین کو اخذ کرتا۔ ان آئمہ سے جس نے روایت حدیث کم لی ہے اُس نے امور طعن کے سبب جو صحت حدیث پر عارض ہوتے ہین روایت حدیث کم کی ہے اس کا اجتہاد احادیث محل اعتراض کے ترک روایت پر باعث ہوا ہے اسی وجہ سے اسکی نقل روایت مین کمی ہوئی +

راقم کہتا ہے۔ ابن خلدون نے جو اس قلت روایت کی علت بیان کی ہے اس سے ہمکو

اتفاق نہین ہی (چنانچہ ضمیمہ سفیر ہند نمبر ۱۱ مطبوعہ ۲۳ مارچ ۱۸۷۸ء مین ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہین) ہمارا اتفاق ابن خلدون کی اس بات سے ہے کہ امام ابو حنیفہ کے سترہ احادیث روایت کرنے سی یہہ سمجھ لینا کہ ان کے معلومات بھی اسیقدر قلیل تھے حق و انصاف نہین ہے -

اب امید ہی ہماری ناواقف بہائی اہلحدیث امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ بات کہ اُن کو صرف سترہ حدیثین پہنچی ہین نہ کہینگی - اور اس غلط بیانی سے باز آئین گے -

ایساہی ہم اپنے علاتی بہائیون حنفیہ سے اپنے عینی بہائیون اہلحدیث کے حق مین یہ چاہتے ہین کہ وہ ان کو فروعی اختلاف کے سبب دین سے خارج نہ سمجہین اور بنظر اصول عقائد اسلامی [illegible] محبت کی نگاہ سے دیکھین جیسے وہ اپنے بہائیون حنفیہ یا اور علاتی بہائیون شافعیہ وغیرہ مخالفین فی الفروع کو دیکھتے ہین اور اپنی کتب اصول و فروع کیطرف مراجعت فرما کر یہ خیال کرین - کہ ان کے اکابر مذہب نے اُن اہل قبلہ کی جو اصول و فروع دونو مین ان کے مخالف ہین (جیسے شیعہ خوارج وغیرہ) تکفیر نہین کی - اور صاف تصریح کر دی ہی - کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہتے اہلحدیث تو صرف بعض فروعات مین ان کے مخالف ہین جنکے خلافیات کی نسبت ان کے متشدد علمانے بھی یہ کہدیا ہے کہ وہ ایسے خطا ہین جن مین صواب کا احتمال ہے *

لا نکفر احدا من اهل القبلة -
(شرح عقائد وغیرہ)
اذا سئل عن مذهبنا ومذهب خصومنا قلنا مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب خصومنا خطاء يحتمل الصواب -
(اشباہ وغیرہ)

اور یہ بھی ان کے نزدیک مسلم ہے کہ اجتہادیات مین خطا محل عفو ہی بلکہ یہ خطا صواب کی مثل ہی جسپر ایک ثواب ملنی کی امید ہے *

شاید ہماری علاتی بہائی حنفیہ یہ عذر پیش کرین کہ بعض [illegible] مین آج کل کی اہلحدیث

ہمکو بدعتی و مشرک و بیدین سمجھتی ہین تو ہم اُن کو کیون بیدین نہ کہین - اس عذر کے جواب مین اوّلاً تو ہم یہ کہتے ہین کہ بدگوئی کے بدلہ بدگوئی مردانگی نہین فتوت و مروّت یہ ہے کہ بدگوئی کا جواب نکوئی سے دین ؛

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اساء

بنائً علیہ ہمارے علاقی بہائی حنفیہ کو جو اپنے اصول و فروع کے پابند ہین مناسب ہے کہ اگر کوئی نادان گروہ اہلحدیث سے انکو بُرا بھی کہے تو اُس کے بدلے وہ ہمکو بُرا نہ کہین اور اسمین اپنے اسلاف کی پیروی کرین جو خوارج جیسے متشدد و مکفرین خلایق اور روافض جیسے مکفرین طبقہ اعلی اہل اسلام کو کافر نہین کہتے ؛

اس التماس کو ہمارے علاقی بہائی حنفیہ معرض قبول مین جگہ ندین تو ان کے اس عذر کے جواب مین [illegible] برا کہنا چاہتی اور قصاص لینا ہی پسند کرتے ہین تو خاصکر ان اشخاص گروہ اہلحدیث کو جو انکو بُرا کہتی ہین یا اُن کے آئمہ مذاہب کی توہین کرتے ہین جو کہنا چاہتے ہین کہین - چند نالایق افراد کے سبب کُل گروہ پر بدگوئی کا گمان نکرین - اور نہ کُل گروہ کو بُرا کہین ؛

اس گروہ کے اکابر و خواص مذہب حنفی کے مقلدین اور انکے آئمہ کو ہرگز بُرا نہین کہتی بلکہ ان کے بدگوون اور طاعنون کو بُرا سمجہتے ہین ؛

شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے (متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ) اپنے فتوون مین جو مقلدین کے رسایل مین درج ہو کر چھپ چکی ہین صاف فرمایا ہے کہ جو شخص پیروان مذہب خاص کو مطلقاً گمراہ کہے وہ خود گمراہ ہے - اور آپ باتباع و توافق رائے اپنے شیخ مولانا محمد اسحاق مرحوم یہ بھی فرمایا کرتے ہین کہ جو شخص آئمہ مجتہدین کو بُرا کہے وہ چھوٹا رافضی ہے ؛

نواب صاحب بہوپال نے اس باب مین ایک سو چار[۱۰۴] صفحہ کا ایک مستقل رسالہ

تالیف کیا ہے جسکا نام "جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعۃ" ہے اور اسکا خلاصہ مطالب اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۶ مین منقول ہو چکا ہے ۔ اسمین آپنے طاعنین آئمہ مجتہدین کو جاہل و شوریدہ کہا ہے ۔ اور اس مین یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نص کے مقابلہ مین تقلید کو شرک جانتے ہین مگر کسی مقلد پر کفر و شرک کا فتوی نہین لگاتے ۔ جسکا سر وہی ہے جو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۲) جلد (۹) کے صفحہ (۴۳) و نمبر ۱۲ جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ مین بیان کر چکے ہین

اشاعۃ السنۃ سالہا سال سے پکار رہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح وغیرہ آئمہ مجتہدین کی بدگوئی بیدینی ہے اور مقلدین مذہبی حنفی وغیرہ کو کافر یا مشرک یا بدعتی کہنا جائز نہین [illegible] (دیکھو ضمیمہ [illegible] اشاعۃ السنۃ [illegible] و اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۹ و جلد ۸ نمبر ۶ و جلد [illegible])

ان تصریحات کے ساتھ ہمارے علائی بھائی حنفیون کو کب مناسب ہے کہ چند جہلاء کی بدگوئی کے سبب کل طائفہ پر بدگوئی کا گمان کرین ۔ اور سب کو برا کہین آئندہ ان کو اختیار ہے ۔ وما علینا الا البلاغ *

"مشاورت کا مشورہ" اس مضمون کو ہم جگہ نہونے کے سبب نہین لکھ سکے ۔ وہ پھر کبھی ہی بالفعل ہم ایک رسالہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین جسمین مشاورت کے متعلق ایک مختصر مضمون درج ہے اور علاوہ بران اسمین رسوم مروجہ شادی وغیرہ پر دلچسپ بحث ہے ۔ وہ رسالہ غنچہ مراد ہے جسکے مولف ہماری دلی دوست مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب ساکن آرہ ضلع شاہ آباد ہین اور وہ بقیمت ۲ ر ۶ پائی بشمول محصول ڈاک مولف سے ملسکتا ہے *

تلخیص رسالہ علم الٰہی عقلی

(جسکا سلسلہ نمبر ۸ جلد ۹ شروع ہوا)

بقیہ فصل اول باب اوّل

۸- اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اسمین بھید ہے ہین تو بس تمہین کیا معلوم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنا بانی ہے رد نہوگا کیونکہ گھڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہے۔ جاننا چاہیے کہ ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین ✤

فصل دوسری

بیان [illegible]

۱- فرض کرو کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گھڑیان پیدا ہوتی ہین تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجب حکمت ہے کہ ایک گھڑی سے اور گھڑیان بنتی چلی جاتی ہین ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ ضرور کوئی اسکا بانی ہے ✤

۲- وہ یہ بھی سمجھا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گھڑی دوسری گھڑی کی بانی ہے تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گھڑی اس سے نکلین سبھون کا بانی وہ ہے ✤

۳- اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گھڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یون سلسلہ ہمیشہ جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہین ہے یہ نتیجہ قایم رہیگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑون گھڑیون تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ ان کا بانی کون ہے ✤ عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گھڑی مین پائی

جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب
کرنے والے کے نہین ہوسکتی ہے سو یہ کہنا ایک گھڑی نے دوسری گھڑی کو بنایا
کافی جواب نہین ہے +

۴ - شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑون گھڑیان
بنتی چلی آئی ہین تو بھی عقل کو کچھ تسلی نہین کیونکہ عقل چاہتی ہے کہ یہ حکمت کہان سے
آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور لیجاؤ یہ نہین معلوم ہوتا کہ گھڑی بغیر بانی کے ہے
اور یہان پر فقط یہ سوال نہین کہ یہ گھڑی کہان سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی
حکمت کہان سے آئی حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکھتی ہے اور اگر
کوئی مان بھی لیوے کہ یہ گھڑی دوسری گھڑی سے نکلی اور اسی طرح کروڑون نکلین
تو یہی ماننا ہے کہ حکمت ہے لیکن حکیم نہین کاریگری ہے لیکن کاریگر نہین
ترتیب ہے لیکن کوئی ترتیب کرنیوالا نہین سو ناستک مت والون کے دعوی سے
یہی نتیجہ نکلتا ہے جو کہ بالکل عقل کے خلاف ہے +

دوسرا باب

لانا دلیل مذکورہ کو خلقت کے بیان مین

دلیل یہ ہے کہ حکمت سے حکیم اور کاریگری سے کاریگر اور ترتیب سے ترتیب کرنیوالا
ثابت ہوتا ہے - جاننا چاہئے کہ جیسی گھڑی مین حکمت اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے
ایسی ہی خلقت مین ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ معلوم ہوتی ہے اب ہم ایک قدرتی
چیز کیطرف کہ وہ آنکھ ہے غور کرین گے اور اوسکو انسان کے ایک اوزار کے مقابلہ
مین کہ دوربین ہے رکھین گے +

اب دیکھو کہ جو مطلب اور حکمت دوربین مین ہے وہی آنکھ مین بھی ہے -

ہمعصرونکو دوستانہ نصیحت

ہماری ہمعصر جناب بخوبی جانتی ہین کہ باہم جنگ جدال کو ہم ایکدت سی ترک کرکی باہمی مصالحت و اصلاح کیطرف متوجہ ہین ایسی حالتمین ان لوگون کو جو ہماری طرح اصلاح یا ریفارمیشن کی منصب پر ہین کب مناسب ہی کہ وہ ہم سی چہیڑ چہاڑ رکھین - اور وہ بھی ایسی امور مین جنمین چہیڑ چہاڑ گوہ کندن و گیاہ برآوردن سی بڑہکر کوئی ثمرہ ندہی +

ایک ہمعصر مدت سے ان امور کو ثابت کرنیکے درپے ہین کہ مولف اشاعۃ السنۃ امام (۱) ابو حنیفہ کا توہین کنندہ ہی اور اسنی نوح بن الفرغانی کو نوح ابن مریم قرار دیا ہی (۲) - اور امام بخاری سے (۳) دو بچون کیے ایک بکری کا دودہ پینے سے رضاعت کا فتوی دیا تہا جسکی سبب انکا بخارا سے اخراج ہوا -

ہرچند ہم انکو بلا تخاطب تجاہر دو دفعہ (نمبر ۱۲ جلد ۸ و نمبر ۱ جلد ۹) مین سمجہا چکی ہین کہ ہم امام ابو حنیفہ کی توہین کو بیدینی بانی ہین اور اس امام والاشان کے دل سے معتقد ہین - اور ہمنے نوح بن الفرغانی کو نوح بن ابی مریم قرار نہین دیا - نوح بن الفرغانی کی نسبت جو کچھ کہا ہی تعلیقاً و شرطیہ طور پر کہا ہے - اور امام بخاری نے بکری کی دودہ سی رضاعت ثابت ہونیکا فتوی نہین دیا ہی بخارا سی انکی اخراج کا سبب اور ہی جو ثقات اہل سیر نے بیان کیا ہی" - **ولیکن** وہ صاحب نہین مانتے اور اپنی اسی بدگمانی و غلط بیانی پر اصرار کئے جاتے ہین -

ومعہذا وہ اپنی بدگمانی و غلط بیانی کا اثبات ایسے بیان و دلایل سی کرتے ہین جسمین نظر کرنا (چہ جائی کہ انکا جواب دینا) محض لاطایل نظر آتا ہے - اسکی تمثیل مین ہم انکا ایک بیان پیش کرتی ہین -

ہمنے انکی الزام دوم (کہ مولف اشاعۃ السنۃ نی نوح ابن الفرغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دیا ہی") کی جواب مین نمبر ۱۲ جلد ۸ مین **کہا تھا** کہ ہمنی ابن الفرغانی کو ابن ابی مریم قرار نہین دیا بلکہ تعلیقاً اور شرطی طور پر کہا ہی کہ اگر یہ نوح وہ نوح ہی تو یہ شخص لائق اعتبار نہین ہی اور شرطیہ مین امکان مقدم ضروری نہین اسمین تعلیق بالمحال بھی جائز ہے"۔ اسکی **جواب** مین **آپنے** بے سمجہے بوجہے **فرمایا تھا** کہ جہان تعلیق بالمحال نہو وہان مقدم کا وجود ضروری ہی" اسکی **جواب** مین **ہمنے** نمبر ۱ جلد ۹ مین

لکھا تھا کہ اگر ہماری قضیہ اِن کان نوح ابن الفرغانی ابن ابی مریم فلا یحل الاعتماد علیہ بین تعلیق بالمحال نہیں اور تعلیق بالممکن ہی اور ابن الفرغانی کا ابن ابی مریم ہونا ممکن ہی و مسلم ہے تو پھر سوال اعتراض کہاں باقی رہتا ہی" اور اسکی ساتھ یہ بھی عرض کیا تھا کہ افسوس یہ فہم و علم اور یہ ہوس نکتہ چینی اشاعۃ السنۃ" جسمین اس امر کیطرف اشارہ تھا کہ آپ ہماری بلکہ اپنی مونہہ کی نکلی ہوئی بات کو نہین سمجھتی تو پھر آپکو ہوس نکتہ چینی کب زیبا ہی۔ اسکی جواب مین آپنی فرمایا ہی کہ قضیہ ان کان نوح بن الفرغانی الخ مین حکم فرضی و تقدیری ہی نہ واقعی و نفس الامری اور واقعی طور پر یہ قضیہ کاذب ہی اور اسکی تائید مین اس عبارت مسلّم کو پیش کیا ہی "قال العلامۃ الدوانی کذب التالی فی جمیع الاوقات الواقعیۃ لایلزم منہ کذبہ فی الاوقات التقدیریۃ فالنا یقتہ فی جمیع اوقات قدر (ای فرض) فیھا حماریۃ زید ثابتۃ لہ وان کانت بحسب الاوقات الواقعیۃ مسلوبۃ عنہ" جس سی یقیناً ثابت ہوتا ہی کہ وہ حضرت نہ حکم کے معنی جانتی ہین اور نہ قضیہ شرطیہ کے [illegible] معنے سمجھتے ہین۔

لہذا ہم معاصر [illegible] کو در پردہ بھی مخاطب نہین بناتے اور انکی کسی بات کا جواب نہین دیتی جنکا مبلغ فہم یہ ہی کہ وہ اپنی مونہہ سی نکلی بات بھی نہین سمجھتی اور بحث ایسے امور مین کرتے ہین جنسے کوئی ثمرہ و نتیجہ مرتب نہو انسے خطاب کرنا اپنی اوقات کی خونریزی کرنا ہی آیندہ وہ ہمسی خطاب کی ہوس کرینگی تو ناچار ہم انسے **پرچہ کا مبادلہ بند کر دینگے** - ہان انکو اپنی غلط فہمی کا یقین نہو تو ہم انکو کسی منصف مسلم الطرفین سی اس امر کا یقین دلا سکتے ہین - یہ امر منظور ہو تو ہم کسی منصف مسلم الطرفین کا نام اور صورت سوال جسپر منصف رائے ظاہر کری درج رسالہ کرین +

ایک نوجوان اور ہین جو محض اپنی غلط فہمی سی ہم پر ایک الزام جما کر معترض ہو بیٹھی ہین باوجودیکہ وہ ہماری انکار مباحثہ پر ہمکو تحریری عہد بھی کر چکے تہے کہ "مین انشاء اللہ تعالی ہرگز جدال کو راہ نہ دونگا - آپ ضرور اپنا پرچہ میری پاس روانہ کیا کرین"

ہمنے ایک شخص کی نسبت جسکو ہم دلسے دوست رکھتی ہین اور وہ ہمکو لکھا تھا کہ انکو اپنی تصنیف مین

ہمنے یہ اسلئے کہا ہے کہ بالمواجہ تو پہلے ہی انسے خطاب نہین کیا گیا۔